كتاب الصوم

(حصہ ۱)

حديث نمبر ۱

(صحيح البخاری حديث ۱۸۹۴)

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

حديث نمبر ۱ کا حاشیہ:

(1) یہ حدیث کئی ایک اعتبار سے روزے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے: ایک تو یہ کہ روزہ ڈھال ہے۔ ایک قلعہ، روایت میں ہے کہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے۔ (جامع الترمذي، الصوم، حديث:764) مسند امام احمد کی روایت میں روزے کو ایک مضبوط قلعہ قرار دیا گیا ہے۔ (مسندأحمد:2/402) اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ جب انسان روزہ دار ہوتا ہے تو شیطان کے وار سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دوسری وجہ فضیلت یہ ہے کہ اللہ کے ہاں روزہ دار کے منہ کی بو کو کستوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر کہا گیا ہے جبکہ دوسری احادیث میں خون شہید کو مشک کہا گیا ہے، حالانکہ شہید اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ اسلام کا رکن اور فرض عین ہے جبکہ جہاد فرض کفایہ ہے۔ مذکورہ فرق اسی وجہ سے ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ روزے کے عمل کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ عبادت ہر قسم کی اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ یہ اس لیے کہ روزہ ایسا عمل ہے جس پر لوگ مطلع نہیں ہو سکتے۔ اس میں

ریاکاری کے امکان کم ہوتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ جب اس عمل کا ثواب دے گا تو اعداد و شمار کے بغیر بے حد و حساب ثواب عنایت کرے گا۔ (2) روزہ دار کی جزا خود اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا جبکہ دوسرے اعمال کی جزا فرشتوں کی وساطت سے دی جاتی ہے۔ بہرحال اس حدیث میں کئی ایک پہلوؤں سے روزے کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ امام بخاری ؒ کا مقصود بھی روزے کی فضیلت کو ثابت کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۲

(صحیح البخاری حدیث ۱۸۹۶)

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوحازم سلمہ ابن دینار نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہو گا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔

حدیث نمبر ۲ کا حاشیہ:

(1)ریان کے معنی سیرابی کے ہیں۔ چونکہ روزہ دار دنیا میں اللہ کے لیے بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں، اس لیے انہیں بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ اس سیرابی کے دروازے سے گزارا جائے گا اور وہاں سے گزرتے وقت انہیں ایسا مشروب پلایا جائے گا کہ اس کے بعد کبھی پیاس محسوس نہیں ہو گی، چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو اس دروازے سے داخل ہو گا اسے مشروب پلایا جائے گا اور جو انسان اسے نوش کرے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ (2) صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: جو انسان اچھی طرح وضو کرے اور دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (صحیح مسلم، الطهارة، حدیث:553(234)) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ "باب ریان" روزہ داروں کے لیے خاص نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وضو کرنے والا انسان باب الریان سے گزرنے کا ارادہ ہی نہیں کرے گا۔ (عمدةالقاري:8/16(

حدیث نمبر ۳

(صحیح البخاری حدیث ۱۸۹۷)

ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے معین بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے جو روزہ دار ہو گا اسے «باب الریان» سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہو گا اسے زکوٰۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے۔

حدیث نمبر ۳ کا حاشیہ:

(1) "زوجین" سے مراد دو چیزوں کو خرچ کرنا ہے اگرچہ وہ مال کی کوئی بھی قسم ہو، مثلا: درہم اور کپڑا وغیرہ۔ حدیث میں ہے: جو شخص دو چیزیں صدقہ کرے جنت کے محافظ بہت جلد اسے اپنے ساتھ لیتے ہیں۔ (مسندأحمد:5/153) مسند احمد میں ہے کہ ہر نیک عمل کرنے والے کے لیے جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے ایک الگ دروازہ ہو گا، چنانچہ جو روزہ دار ہوں گے انہیں باب الریان سے دعوت دی جائے گی۔ (مسندأحمد:1/438) یہ حدیث امام بخاری ؒ کے مقصود کی وضاحت کرتی ہے۔ (فتح الباري:4/145) (2) اس حدیث سے قطعی طور پر حضرت ابوبکر ؓ کے جنتی ہونے کا پتہ چلتا ہے بلکہ آپ انبیائے کرام ؑ کے بعد اہل جنت میں سب سے اعلیٰ و افضل ہوں گے کہ فرشتے انہیں جنت کے ہر دروازے سے اندر آنے کی دعوت دیں گے۔ اس بنا پر ان لوگوں کا کردار انتہائی قابل افسوس ہے جو اسلام کے اس مایہ ناز فرزند کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴

(صحیح البخاری حدیث ۱۸۹۸)

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابوسہل نافع بن مالک نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵

(صحیح البخاری حدیث ۱۸۹۹)

مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ مجھے بنو تمیم کے مولیٰ ابوسہیل بن ابی انس نے خبر دی، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۵ کا حاشیہ:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ رمضان میں جب شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے تو روئے زمین پر اس ماہ مبارک میں نافرمانی کیوں ہوتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اولاد آدم کو گمراہ کرنے والی کئی قوتیں متحرک ہیں صرف ایک قوت کو بے بس کر دیا جاتا ہے باقی قوتیں مسلسل اپنے کام میں مصروف رہتی ہیں۔